
REGISTERED NO A 78
AKHBAR
OUDH PUNCH
VOLUME IX
LUCKNOW
1924
TO BE DICTATED TO BUT WE ... TO DICTATE UNTO OTHERS
WISE MAN IS NOT
M.B.K.
M.B.KHAN ARTIST

# کوکب

یعنی

ایک اُردو رسالہ جو ملک کے قومی، سیاسی، ادبی، اور اخلاقی پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہوا ہر مہینہ میں اترولہ سے زیر ادارت غلام حیدر خاں نہایت آب و تاب سے نکلتا ہے۔ مشاہیر و مستند ارباب قلم کے مضامین کا مجموعہ۔ شعر و سخن کا گلدستہ قابل دید پرچہ ہے

چندہ سالانہ عوام سے ہے۔ روسا و امراء سے صرف (چار روپیہ) للعہ، قیمت فی پرچہ ۴/

اجرت اشتہارات نہایت ارزاں

نرخنامہ دفتر سے طلب کیجیے

نمونہ صرف آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر مفت منگوا کر ملاحظہ فرمائیے امید کہ پسند خاطر ہو۔

المشتہر

منیجر رسالہ کوکب اترولہ ضلع گونڈہ

---

## ہندوستان کا سب سے سستا روزانہ اخبار

## سبیل امرتسر

جو اپنے عامہ صاف اور مجلّا آئینہ تازہ بتازہ خبروں کا ایک ذخیرہ ہے جس میں ملکی و قومی معاملات پر آزادی و دیانتداری سے بحث کی جاتی ہے اور باایں ہمہ جسکا ماہوار چندہ صرف ایک روپیہ مع محصولڈاک ہے۔ اگر آپ

## مفت

منگوانا چاہتے ہیں تو آج ہی ایک پیسہ کا [illegible] منیجر روزنامہ سبیل امرتسر کے نام بھیجکر ایک سال کے لیے خریدار بن جائیے۔ اور آیندہ سال بھر تک اخبار مفت دینے کی شرط آپ کو لکھکر بھیجدی جائیگی جو بہت ہی آسان اور سہل ہے۔

ہر شہر میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے جنہیں معقول کمیشن دیا جائے گا۔ مشتہرین اسمیں اشتہار دے کر بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

---

# ایک فلسفی

یعنی

مرحوم مولانا برکت حسین صاحب [illegible] کا لکھا ہوا [illegible] مسلک [illegible] تصنیف [illegible] جنھوں نے اُردو زبان کو علمی بنا دیا ہے ملک کے ہر ایک بچہ کو پڑھ جائیے اور عام کا قدردان بنائیے اگر خود پڑھیے تو زندگی کی قیمت بڑھ جائیگی۔

علم الاخلاق مسلم گرلز اسکول کے کورس میں داخل تھی اور [illegible] یونیورسٹی حیدرآباد دکن کے نصاب تعلیمی میں شامل تھی۔ مجلد قیمت مع محصولڈاک ... ۸/

افراد کا سبب پیشہ ور کے مطالعہ کی چیز ہے۔ [illegible] الدین اور الکون یعنی [illegible] مذہب سائنس [illegible] امور عامہ [illegible] فلسفہ [illegible] زائد خریداروں کو کمیشن معقول دیا جائے گا

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

---

# نسخ طلا

یعنی - لاغری اور کمزوری کے لیے مقوی مجرب ہے اور [illegible] قوت پیدا کرتا ہے۔ خوشبودار اور [illegible] بھی ہے تندرست اور معمولی مریضوں کے لیے عجیب [illegible] اس کے لگانے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے۔ اور روزانہ [illegible] کیفیت خاص محسوس ہوتی ہے قیمت [illegible] (پانچ روپیہ) نمونہ کا بکس [illegible] مع محصولڈاک

**ماڈل اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۸۹۲ رنگون ملک برہما**

---

# سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

## منظوم سفرنامہ عراق

عجیب دلچسپ نظم ہے پڑھیے اور شاعر کی خداداد استادی سے فائدہ اٹھائیے قیمت فی جلد [illegible] جلد بھیجیے وی پی اور منی آرڈر [illegible]

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

---

## سرکار سے رجسٹری کیا ہوا

سید حامد شاہ [illegible]

## بال اُڑ جانے کی دوا

[illegible]

## [illegible] کیسری [illegible] کی دوا

[illegible] قیمت [illegible]

## بال [illegible]

[illegible] شہر میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے۔

پتہ: [illegible] کمپنی متھرا

---

# قصہ یا ظرافت کی جان

اُردو میں آج تک اس قصہ کا مثل نہیں ہے

## چھپو!

یہ پرظرافت قصہ اودھ پنچ کے ساتھ مسلسل شائع ہوتا رہا ہے اسکے صفحات بطور فائل علیحدہ بھی مرتب کیے گئے ہیں۔ ابتداء سنہ ۱۹۲۲ء سے جو حضرات اودھ پنچ کے خریدار ہیں انھوں نے مسلسل مطالعہ کرلیا ہوگا لیکن سہ ماہی اور ششماہی خریداران اودھ پنچ قصہ کی ابتداء سے ناواقف ہوں گے۔ یہ مرتب فائل انکے اشتیاق کو پورا کر سکتا ہے

قیمت علاوہ محصول ڈاک عمر

المشتہر: منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۹ — نمبر ۳۹

# مضامین غیر

یکشنبہ ۱۲ اکتوبر ۱۹۲۴ء

## جذباتِ رنگا رنگ

### پہلا رنگ

حسرتوں کا ڈھیر امیدوں کا خرمن جل گیا — دیکھ کر اسکو رے پہلو میں دشمن جل گیا
تتلیاں سر دھنتی آئی ہیں پنجرے کی طرف — آج شاید اے صبا میرا نشیمن جل گیا
اللہ اللہ آتشِ غم کی شرر افشانیاں — اس نے جب آنسو مرے پونچھے تو دامن جل گیا
چلتے چلتے رک گئی ہے ریل گاڑی عشق کی — آتشِ حرماں سے امیدوں کا انجن جل گیا
دودھ ڈھونے کا ارادہ جب کیا اس شوخ نے — آتشِ رنگِ حنا سے جنبش کا تن جل گیا

ہندو مسلم پکانے بیٹھے جا جی عشق کی
آتشِ رشک و حسد سے سارا بیگن جل گیا

### دوسرا رنگ

جب بہت چھیڑا تو میرا قلبِ مضطر جل گیا — ایک آہِ گرم سے صیاد کا گھر جل گیا
واے ناکامی کیا تھا کام ہمت سے مگر — بامِ جاناں کے پہونچتے ہی کبوتر جل گیا
دھیان میں لائی اسکو جب مری تیرہ بختی — آپ اپنی آگ میں خورشیدِ محشر جل گیا
ذرے کہا اور کان کی وجہ سے اپنی لی کڑھ — سوختہ جانی سے میری ان کا خنجر جل گیا
بجلیاں کب تک گرائے جائیگا اے آسماں — اور اب کیا چاہیے گھر جل گیا در جل گیا
گر گئی نظروں سے وقتِ نوح کے طوفان کی — دیدۂ تر سے مرے سارا سمندر جل گیا

دل کے جلنے کا پتہ چلتا ہے کچھ انفاس سے
یہ نہیں معلوم اے سرشار کیونکر جل گیا

### تیسرا رنگ

کوئی پروانہ تھا یا حسرت بھرا دل جل گیا — کچھ خبر ہے تجھکو کون اے شمعِ محفل جل گیا
اس نے دو باتیں بھی کیں جب اپنی بزمِ ناز میں — ایک کا دل خوش ہوا تو ایک کا دل جل گیا
عارضِ تاباں اسے کہیے کہ جزو ہونے کا جاذ — ہونٹ میرے جل گئے اور آپ کا تل جل گیا
ڈالئے کوئی الاؤ گلشن میں طرحِ آشیاں — اور سا گر اس سعی لا حاصل کا حاصل جل گیا؟
بات بڑھ بڑھ کر کرے آفتابِ روزِ حشر — اس رخِ تاباں کے جو آیا مقابل جل گیا

عشق بازی کو نہ سمجھو اے سرشار تم
ہو گیا اکسیر اس آتش میں جو دل جل گیا

### چوتھا رنگ

جلوہ افروزی سے تیرِ عدل کسی کا جل گیا — جس میں ہستی تھیں تمنائیں وہ دل جل گیا
خانۂ صیاد پہ سنتا ہوں بجلی گر پڑی — کوئی بتلا دے مجھے بھی کیا بچا کیا جل گیا
حسن کی درگاہ کا اللہ رے قہر و جلال — کی جو سجدے کی تمنا بھی تو ماتھا جل گیا
ہو گیا ختم عطونک کر اوڑنے پہ آمادہ کوئی — بات اتنی تھی کہ انگاروں پہ مجتا جل گیا

جل چکا سوراج اے سرشار اہلِ ہند کو
بولتا تھا جو کہ چرخِ چوں وہ چرخہ جل گیا

### پانچواں رنگ

کیا بتاؤں میں تجھے کس کی بدولت جل گیا — لیکن اتنا جانتا ہوں باغِ حسرت جل گیا
یہ عجب اندھیر ہے برسات میں جلتا ہے گھر — دل جو رویا پھوٹ کر کاخِ محبت جل گیا
خون سے سینچا گیا تھا جو نہالِ اتحاد — سچ تو یہ ہے مالوی جی کی بدولت جل گیا
آپ گرماے جلا دشمن بھی میری آہ سے — کیا کروں میں جب کسی کی آئی شامت جل گیا

دون کی لیتا تھا اے سرشار دشمن رو سیاہ
جب بنی حد سے زیادہ اسکی درگت جل گیا

راقم — بقلم
جل گیا — ص - ا - کسمنڈوی

## موسمی ترانہ

پہلوے دشمن میں ہے کب بے خبری برسات میں — ڈھونڈھ لی مینڈک نے آخر اک پری برسات میں
تیغ کی کڑے پھرتے ہیں نہ غیر سو بھی ہے کیا — اے اتنا ہی کہتے ہیں یہ بودی کی چھڑی برسات میں
ہو سکے تو بے دھڑک ایفاے وعدہ کیجیے — دیکھئے ابھی نہیں یہ بے رخی برسات میں
لیٹ رہے سے پاؤں پھیلا کر پڑے جو تر دہن — شیخ صاحب کو جو سوجھی مسکینی برسات میں
انکا ہر مصرع سبق دیتا ہے سوز و ساز کا — خوب ہی کرتے ہیں مجھ شاعری برسات میں
سیل گریہ کو جلا کیا رو کے دامن ضبط کا — کام دے سکتی نہیں یہ شبنمی برسات میں
طاق پر سے کہ کے یہ بوتل اٹھا لایا کوئی — لعنت ہے پینے پلانے کا بھری برسات میں
ایک دو ساغر پیا ہو مجھ سے دریا نوش کا — تم نے کیوں مجھ سے صراحی چھین لی برسات میں
داغ دل تم نے خالی کر دیا تو کیا ہوا — چھائی ہے پیچ و الم نے چھاؤنی برسات میں
خیر نرٹ پلا کیجے یہاں وصل دو بھر ہو گیا — بڑھ گئی حد سے زیادہ دو بھری برسات میں

چڑ چڑے معشوق سے سرشار کیوں بیزار ہو
جھینکتی رہتی ہے اکثر منڈی کی برسات میں

راقم — بقلم
نوچندی میں — ص - ا - کسمنڈوی

## جذبات دولھا گیاوی

بشر روٹی کے غم میں گُھل کے آدھا ہو ہی جاتا ہے
یہ دکھ وہ ہے کہ جس سے حال پتلا ہو ہی جاتا ہے
ہزاروں نے بنائے نوٹ لیکن تجربہ یہ ہے
پولیس کی دوڑ سے یہ راز افشا ہو ہی جاتا ہے
یہ ہے آب و ہوا کا دخل ہندوستان عناصر میں
جو افریقہ میں جاتا ہے وہ کالا ہو ہی جاتا ہے
مو منہ سے نہ کیوں آتا کہ وہ پیتے ہیں بر سوں سے
خراب آب سے چھلنی کلیجا ہو ہی جاتا ہے
جو جھوٹا ناخن بدل جاسد کو ہوں لیکن کہیں گم ہم
مہ نو پر ترے ابرو کا دھوکا ہو ہی جاتا ہے
تلا تند اور گنڈے ال گیا ہیں جن سے قوت ہو
جو کھاتا ہے میاں افیون دُبلا ہو ہی جاتا ہے
سمجھ کر بار سادہ عقد ہاتھ دوں کا نہیں کرتے
مگر ہر سال بچہ ایک پیدا ہو ہی جاتا ہے
ملن و زر نے یہ قبضہ کر لیا ہے نو جوانوں پر
مخالف باپ کا دم بھر میں بیٹا ہو ہی جاتا ہے
کسی مفلس کو مل جاتی ہے جو دو مال و الی جب
تو وہ آفاق میں ادنیٰ سے اعلیٰ ہو ہی جاتا ہے
خزانہ دے ہے لیکن انکے خنجر کے تصدق میں
مری چھاتی کا ہر اک زخم تازہ ہو ہی جاتا ہے
ستم دیکھو کہ عاشق سے بھی اجل اُسکی نہیں آتی
جو ظالم ہے وہ دکھ بھر کے بھی اچھا ہو ہی جاتا ہے
میاں دولھا پڑھا تا ہے جو دولت سود سے دیتی
دم مردن بیچ اُسکا سود سے دُنیا ہو ہی جاتا ہے

---

## خونی برسات کی رخصتی

مائی ڈیر پنچ۔

بھئی دنیا بھی عجیب تماشے کی جگہ ہے۔ روز ایک نہ ایک انقلاب اور تغیر ہوا ہی کرتا ہے جسکے دیکھنے سے انسان کی عقل حیا تا ہی کا چرخا بن جاتی ہے۔ آپ یہ ہمیشہ دیکھتے اور سنتے چلے آتے ہیں کہ موسم باران میں پانی برستا ہے مگر امسال برسات شروع ہوتے ہی

پروائی چلنے لگی تعصبات کی گھٹائیں اُٹھیں فتنہ و شب کی بجلی چمکی۔ لاٹھیاں کڑکیں۔ بندوقیں گرجیں۔ گولیوں کے اولے اور خون کا مینہ برسنے لگا۔ فتنہ انگیز حضرات خلاف وقت فرش زمین پر کال کلوٹی کھیلنے نظر آنے لگے حشرات الارض کی طرح ...... کے سپاہی گلی کوچوں میں پیدا ہو گئے۔ نا اتفاقی کی قوس قزح آسمان اتحاد پر نمودار ہوئی۔ لغو تحریرات ہندو میں جا بجا تقاشی اور تبلیغ کے گل کھلنے لگے۔ آرمڈ پولیس کے سرخ صافوں پر لالہ کا چمن نثار ہوا۔ گوروں کے رجمنٹ پر گل زنگ کے گملوں کا گمان ہوا۔ صدائے نوحہ و ماتم نغمۂ بلبل کی قائم مقامی ہوئی۔ ریگستان جام فساد کا میخانہ پولیس




صلح کا نفرنس چاہو تم لاکھ بیچیار بننا مگر یار رنگ اپنی فطرت سے بدل نہیں سکتے

اسٹیشن میں ہجوم ہوا۔ اسیران تعصب سے زندان فرنگ آباد ہوا۔ برچھیوں سے تیر نگاہ معشوق کا مزا پایا۔ لاٹھیوں سے مژگان یار کا لطف آیا۔ تلواریں ابروے خمدار نہیں۔ غرضکہ ہر چہار جانب یہی سماں دکھائی دینے لگا۔ ناچیز نامہ نگار کے وطن مالوف میں بھی ہر طرح کے نمونے نظر آئے۔ شکر خدا کہ بارش ابتک نہیں ہوئی لیکن کیا اعتبار؟ آسمان ابر نفاق سے صاف نہیں ہے مرطوب ہوائیں چل رہی ہیں خدا خیر کرے

قہر طوفان یا بلا سمجھے
ایسی برسات سے خدا سمجھے

چلتے چلاتے یہی برسات مظفر آباد میں بھی ایک خونی دو نگڑا برسا گیا۔ تریشی ابھی جہاں تاریخ کے لیے تین تریشی ہیں دو آنکھیں رہ گئی
اب الہ آباد بھی پنجاب ہے
میاں تاریخ اپنی آنکھیں تو لکھنؤ مع ٹکسال میں تو کبھی اپنے ساتھ لے گئے۔ اب لکھنؤ سے شگفتہ ہونے والے نرخوں کے سوتے بہار ہے ہیں۔ مگر یہ سیلاب بھی آتش نفاق کو سرد نہیں کر سکتا۔ کیا معنی کہ خون ہے گرم۔ مذہبی دیگدان کا کھولایا ہوا۔ معمولی چیز نہیں ہے فقط

واقف

---

ریاض جردلی

---

## کلام مضحک

اے پیر فلک بیشک تو ہو گیا دیوانہ
کیا نا چے تھا اس سن میں بس پھیر دے پیمانہ
انکار کی تیغ کی نے اس دل کو سزا دی
ہاں پہلے حسینوں کا مسکن تھا یہی خانہ
ہے عشق مجازی بھی رگڑے کا نمونہ ہے
جب شمع کوئی دیکھی بس جل گیا پروانہ
مغرب کے معلم نے دی ہیں یہ بھی جدت کی
سیکھا ہے کرسی پر اور میز پہ بیٹھانہ
آمد ہیں زینت کے یاں دل ہے تو دکھی ہے
ٹوٹا ہوا آئینہ کیجئے اے یاشانہ
ہے منتظر آمد برسوں سے یہ شیدائی
جلد آ کہ مبادا پھر دینا پڑے ہر جانہ
کیا رشک کسی کو ہو عاشق کی معیشت پر
تنخواہ میں کچھ بوسے مل جاتے ہیں سالانہ
کیوں دیکھ کے چلاتا ہے اے میرے دل وحشی
رخسار کا یہ تل ہے گھورو یہ نہیں دانہ
اس ظلم کے بانی پر کر دیتا ابھی نالش
مانع ہے وکیلوں کا مضحک کو محنتانہ

واقف

---

مضحک

---

لوح شکستہ: سکون قوت، صلاح اہل کچہری ہے




## معاملہ سوڈان

**جان بل** "اس ریگستان کو دیکھو اور اس نخلستان کو دیکھو۔ یہ سب ہمارے دم قدم کا ظہور ہے۔"

**سوڈان** "ہاں مگر زمین ہماری ہے۔ ابھی تو ان درختوں میں پھل بھی نہیں آئے۔"

# پھر بھائی ہم کیا کریں

### ہم تو صرف امن وامان کے ضامن ہیں

ہم۔ ـ اجی صاحب بہادر آپ نے کچھ سنا بھی! فرانس نے کھانے پینے کی چیزوں پر جنگی محصول میں تخفیف کردی۔ تاکہ اس کے بیچارے ترستے بلکنے سے محفوظ رہیں۔"

صاحب :- "پھر ہم کیا کریں ہم تو صرف امن وامان کے ضامن ہیں"

ہم :- صاحب! کھانے پینے کی چیزوں کی ارزانی بہت بڑی نعمت ہے طاقتور آدمی پیدا ہونگے بیماریاں کم ہوں گی۔ مرگ کی منڈی سونی ہو جائے گی۔ سرکار کی جے بولی جائے گی"

صاحب :- "اوطاقتور آدمی ہم نہیں مانگتا۔ طاقتور آدمی لڑاکا ہوتا ہے۔ ہم تو صرف امن وامان کا ضامن ہے بیماری کبھی ہرگز کم نہیں ہونا چاہیے۔ محکمۂ حفظان صحت بھیک مانگنے لگے گا۔ ہم بولتا پھر ہم کیا کریں۔ ہم تو صرف امن وامان کے ضامن ہیں"

ہم :- "ارے صاحب! کیا فرانس امن وامان نہیں چاہتا وہ بھی تو آخر غیر ملکوں پر قابض ہے"

صاحب :- "پھر ہم کیا کریں ہم تو صرف امن وامان کے ضامن ہیں"

ہم :- "دیکھیے ابر جنگ کی ساری بارش اسی کے سر پر گزری۔ گھر کا کر کری خانہ۔ تاج گھروں کے سایہ اور پوشاکیں تک نیلام ہوگئیں مگر اس پر بھی اس نے محصول میں کمی کا اعلان کردیا"

صاحب :- "پھر ہم کیا کریں ہم تو صرف امن وامان کے ضامن ہیں"

ہم :- "آپ نے نمک کا محصول بڑھایا"

صاحب :- "پھر ہم کیا کریں ہم تو صرف امن وامان کے ضامن ہیں۔ ہر ایک مہذب ملک کا فرض ہے کہ امن وامان کو قائم رکھے"

ہم :- "اجی آپ نے ڈاکخانہ کا محصول دونا کردیا۔ پیسہ کا پوسٹ کارڈ دو پیسے کو بیچتے ہیں۔ واللہ ہمی مارے دوست آشنا کو خط لکھنا چھوڑ دیا کہ ایک کی جگہ دو پیسے کس کے گھر سے لائیں۔ بی بے نظیر شکایت کرتی ہیں کہ اللہ نواب دو پیسے کا پوسٹ کارڈ بھی تم سے نہ بھیجا گیا۔ فرمائیے اس شکایت کا جواب کیا ہے۔ بھلا کس زبان سے کہوں کی ایک پیسہ ہی مشکل تھا اب تو دوہری چوٹ ہے"

صاحب۔ "پھر ہم کیا کریں ہم تو صرف امن وامان کے ضامن ہیں"

ہم :- "آپ نے کورٹ فیس بھی بڑھادی۔ آپ کی دیکھا دیکھی کچہری کے عملے والوں نے رشوت اور نیلوں نے محنتانہ میں لمبے ڈگ بڑھائے۔ نالشی نالشا بھی لڑائی جھگڑے میں داخل ہے۔ انصاف حاصل کرنے میں دونی زحمت اٹھانی پڑتی ہے"

صاحب :- "اے یو! ہش! ہم کیا کریں۔ مہذب ملکوں میں اس قسم کی لڑائی تہذیب کا خاص نشان ہے۔ خوب مقدمہ بازی کرو۔ ہم صرف امن وامان کے ضامن ہیں"

ہم :- "اجی انکم ٹکس کا نیا قانون بھی تو بن گیا۔ اور لینے کے دینے پڑ گئے"

صاحب :- "پھر ہم کیا کریں ہم تو صرف امن وامان کے ضامن ہیں"

ہم :- "اے حضرت آخر یہاں کون سا امن وامان میں رخنہ پڑا تھا یہاں تو کسی کی نکسیر بھی نہیں پھوٹی۔ کسی غنیم نے دھاوا نہیں کیا۔ ملک میں بغاوت نہیں ہوئی"

صاحب :- "بھائی پھر ہم کیا کریں۔ ہم تو صرف امن وامان کے ضامن ہیں"

ہم :- "اے صاحب آپ محلے میں تو تخفیف کر رہے ہیں لیکن ٹکس اور محاصل میں زیادتی۔ پولیس کے محکمہ میں تخفیف ہوئی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوگا کہ رہی سہی دولت چوروں اور ڈاکوؤں کے کام آنے لگے گی"

صاحب۔ "پھر بھائی ہم کیا کریں۔ ہم تو صرف امن وامان کے ضامن ہیں"

ہم :- "اور جناب کچہریوں میں جو تخفیف ہوئی ہے وہ بھی عذاب جان ہے۔ مقدمات جیتی کا خیر ہو گئے ہیں۔ کثرت کار کا عذر ہر کاہل حاکم کے لیے ایک معقول بہانہ ہے بیچارے غرض مندوں کی دوڑتے دوڑتے جیبیں ہی ہلکی ہو جاتی ہیں۔ بڑی کچہریوں میں مقدمہ کا نمبر رشوت دینے پر بھی نزدیکی اختیار نہیں کرتا۔ چھوٹی کچہریوں سے خدا خدا کرکے پنڈ چھوٹا تو بڑی درگاہوں کے مجاوروں نے گردن کبوتروں کی سی چھریاں دینی شروع کیں۔ اب اگر فریق باہر کے رہنے والے ہیں تو ہائے بے موت مرجاتے ہیں۔ ریلوے نے کرایہ دوگنا کردیا ہے۔ یکہ بانوں نے کرایہ بڑھا لیا ہے۔ ایکہ والوں نے کس کے سواری کا بھی ہے"

صاحب :- "پھر بھائی ہم کیا کریں۔ ہم تو صرف امن وامان کے ضامن ہیں"

ہم :- "خداوند! چھوٹے چھوٹے تاجر اس مصیبت میں ہیں کہ جو کوڑی بھولے جاتے ہیں۔ آپ کی آمدنی اگر بڑھ گئی ہے تو کھانے پینے کی چیزوں کا محصول گھٹائیے اور اگر آمدنی پھر بھی نہیں بڑھی تو جو کچھ بڑھایا گیا ہے اس سے فائدہ کیا"

صاحب: کچھ مت بولو ہم صرف امن و امان کے ضامن ہیں۔ ہم کیا کریں؟

ہم: اچھا یونہی سہی۔ آپ انگلستان سے لاکھوں کی نئی فوج نہ بھرتی کیجیے۔ فرنگی افسران زر کثیر بیش قیمت ہوتا ہے؟

صاحب: چپ۔ ہم کیا کریں ہم تو صرف امن و امان کے ضامن ہیں۔

ہم: ابھی وزرا کی تنخواہیں جتنا دے رہے ہیں؟

صاحب: پھر بھائی ہم کیا کریں۔ ہم تو صرف امن و امان کے ضامن ہیں۔

ہم: اچھا یہ تو ممکن ہے کہ نشتر بازان یورپ روز بیل انیسرا کی کمپ میں کچھ تخفیف ہو جائے جس کی بدولت کرتے ہیں کہ عمر بخشی زیادہ نہیں لگے نہیں انکی تقدیر میں تو ایڑیاں رگڑ کے جان دینا لکھا ہوا ہے۔ بغیر فیس ہی سکھ مرنے دیجیے۔ بلا سے مرتے وقت اپنی بھی کسی جائداد یا اپنے وارثوں کی جیب پر فیس کی گرانی کا بوجھ ہلکا ہوتے دیکھ لیں اور آسانی سے جان دیں۔

صاحب: اور یہ کچھ بات نہیں بہت ضروری ہے۔ صحیح و توانا ہو کے مرنا بھی اچھا۔ اسکے علاوہ ہم کیا کریں ہم تو صرف امن و امان کے ضامن ہیں۔

ہم: اے حضرت حکومت کا فرض رعایا کا خوشحال رکھنا بھی تو ہے۔ آخر فرانس نے کیوں اپنے محاصل میں کمی کی۔ انگلستان کے ڈاک خانے نے کیوں محاصل کا پتہ ہلکا کر دیا؟

صاحب: ہم کیا کریں۔ ہم تو صرف امن و امان کے ضامن ہیں۔

ہم: قربان آپ کے امن و امان کے۔ آپ تو کچھ گولیاں کھا گئے ہیں۔ اگر خلقت نے پڑھنہ ہوتے روتے ہوئے پیٹ کر باندھی تو کیا ہوگا؟ آپ دیکھیے ہی رہا ہے۔ ہر جگہ آفت برپا ہے۔ ناقوس اور اذان تو بہانہ ہے فی الحقیقت نایابی غذا کے باعث ایک لقمہ پر دو دو کے ہوش گم ہو رہے ہیں۔ درحقیقت یہ ہے کہ ہندو یہاں کے پرانے رہنے والے ہیں مسلمان تو وارد ہیں انھیں اپنے ملکوں میں آباد ہونا چاہیے جو ان کا حقیقی وطن ہے یہاں کھانے پینے کو تشکا نام ہے مسلمان بجواب دیتے ہیں کہ ہم فاتح اول ہیں ہزار سال سے بیاہ بیٹھے ہیں۔ اگر ایک روٹی ہے تو آدھی آدھی بانٹ لیں گے؟

صاحب: اسے یو ٹیننس اب تم خود ہی قائل ہو گئے کہ امن و امان نہایت ضروری بات ہے۔ ہم صرف امن و امان کے ضامن ہیں اور ہم کیا کریں۔

ہم: ابھی تو صرف فیس کا اضافہ صوبوں کی بھر دہی میں امن و امان گھسی ہوئی ہے لی کمیشن کی رپورٹ دیکھیے۔ ہر چند کہ وہ بھی کچھ یوں ہی سی ہے جیسی گھر کی بات ہے پھر بھی آپ اگر انصاف کی عینک لگا کے دیکھیے تو سمجھنے حرف پڑھ سکتے ہیں۔

صاحب: او یو شٹ! بڑا گھر جاتا ہے۔ ہم کو مہلت نہیں۔ ہم صرف امن و امان کے ضامن ہیں۔ تم دبلا پتلا ہے تو ہم کیا کریں۔ مرتا ہوگا تو اور لوگ ہم کیا کریں۔ اسپتال نہ ہوتا تو آج زخمی لوگ کہاں جاتا۔ آدمی اسی واسطے بڑھائی گئی حاکم لوگ کی تنخواہ بھی اسی واسطے بڑھائی گئی کیونکہ بہت ہیں شاید بھی خوف سے کہ یہ بازی نہ کرو۔ ہم صرف امن و امان کے ضامن ہیں۔ ریل کا محصول اسی واسطے بڑھ گیا کہ فسادی لوگ ایک جگہ سے دوسری جگہ نہ جا سکیں۔ پوسٹیج کا دام اسی واسطے ڈگنا ہو گیا کہ پروپیگنڈا مشکل ہو جاوے پھر ہم کیا کریں۔ ہم صرف امن و امان کے ضامن ہیں؟

ہم: تو حضرت خالی خولی امن و امان سے خوشحالی پیدا نہیں ہو سکتی۔

صاحب: پھر ہم کیا کریں ہم صرف امن و امان کے ضامن ہیں۔

ہم: واہ مری انٹی کے سینے والے ہم کہتے ہیں خرچ تخفیف کی ضرورت ہے اور آپ امن و امان کو رٹ رہے ہیں۔ کمبخت بھوکوں مرنے والے دوزخ بھرنے کو ترس گئے۔ سرکار کو گالیاں دیتے ہیں؟

صاحب: او ہم سمجھا۔ جہاں کہیں امن و امان ہے وہاں سب جگہ یہی حال ہے۔ ہم کیا کریں۔ ہم تو صرف امن و امان کے ضامن ہیں۔ لی کمیشن رپورٹ جائے جہنم میں۔ چپ چاپ گالیاں روکو پروا کا بات نہیں۔

ہم: جائے جہنم میں آپ کا امن و امان۔ آخر بھی کہاں تک ہم۔ سندھی میاں صاحب لشکر بھی لڑتے جاویں آپس ہی میں سبھی صاحب کو امن و امان کی ضرورت ہے تو آپ ہی ہماری آسائش کا سامان کیجیے اس لڑائی جھگڑائی میں کچھ کھانے والے بھی دونوں گھروں کے کم ہو جائیں گے مفلسی میں کثرت اولاد بھی مصیبت ہے۔ فاقہ مستوں کی لڑائی ہے۔ دونوں کو غش آنے لگا مگر ابھی دو بھوک کی تکلیف سے ضرور نجات ملے گی۔

مے سے غرض نشاط ہے کس روسیاہ کو
اک گونہ بیخودی مجھے دن رات چاہیے

صاحب: کچھ بھی ہو ہم کیا کریں۔ ہم صرف امن و امان کے ضامن ہیں۔ تمہاری آپس کی لڑائی بھی ایک قسم کی امن ہے۔ اس سے لی کمیشن کی تجاویز کی اہمیت ثابت ہے۔ پھر ہم کیا کریں۔ وہاں کے فاقہ مست اودھم برپا رہتے ہیں آخر امن و امان کی وہاں بھی ضرورت ہے اور آپ جانیے ہم تو صرف امن و امان کے ضامن ہیں؟

ہم: جی۔ امن و امان ہے لڑائی جھگڑائی بھی امن کی دلیل، سکوت بھی امن کی دلیل اور موت تو امن و امان کی محترم والدہ ہے اسکا ذکر ہی کیا۔

صاحب: پھر بھی ہم کیا کریں۔ ہم تو صرف امن و امان کے ضامن ہیں۔

ہم: کھاؤ امن و امان۔ بچھاؤ امن و امان۔ تکیہ امن و امان۔ بھنگی امن و امان۔ بوڑھے فقیر امن و امان۔ فاقہ کشی امن و امان۔ لڑائی جھگڑائی امن و امان۔ مفلسی امن و امان۔ اس حسن انتظام اور باتوں ہی اصول کا کیا کہنا۔ ایک ہی ٹانگ ہے

بچا اللہ بلائے ناگہاں سے
خصوصاً حملۂ امن و امان سے

ناقل

امن و امان بغیر آسائش

وسید

# شکم پُر کنندگانِ دعوت و شکایتِ قسمت

اے حضرت! واللہ یہ ماہ ربیع الاول نہیں ہے تیرا گھر ا محرم ہے۔ محرم بھی اچھا ہوتا ہے۔ کھچڑا۔ نمک پارے۔ ٹکیاں۔ بالوشاہیاں۔ پپڑیاں۔ کھجوریں۔ گول بسکٹ۔ روٹی سالن۔ چنے کی دال بادامچے۔ کھیر کے پیالے۔ گوٹا چلنی ڈلیاں۔ الائچیاں شربت، چائے۔ یہ تمام چیزیں سید الشہدا کے تصدق میں جھوٹ موٹ کے دو آنسو بہا کے مل جاتی ہیں اور شکم مبارک اچھا خاصا نعمت خانہ ہو جاتا تھا۔ ہم سمجھے تھے کہ رونے دھونے کے بعد اب جشن عید کے چکوتیاں ہونگی۔ چاند دیکھتے ہی دماغ میں سنیتجن کی خوشبو آئی۔ زبان نے چٹخارا بھرا۔ انگلیوں میں چکنائی محسوس ہوئی۔ چھٹی کا دودھ نہیں اسکو پیے ہوئے مدتیں گذر گئیں۔ مگر پار سال کی دعوتوں کا مزا یاد آ گیا۔ ماشاءاللہ وہ انجناب کا صبح سے شام تک اور شام سے بارہ ایک بجے رات تک دعوتوں میں پھرنا۔ چوسن کی پڑیاں جیب میں رکھنا۔ داڑھی میں کنگھی کرنا۔ اللہ سے دعائیں مانگنا کہ اس ماہ مبارک میں کوئی ایسی بیماری نہ ہو جو عمدہ غذا سے پرہیز رکھتی ہو۔ یادداشت میں باہتمام خاص میزبانوں کے نام لکھنا دعوت کے وقت کا باصرار پوچھنا۔ کیوں بھئی کس وقت آئیں؟"

"ابھی کھانا تو دس بجے ملے گا سویرے سے کیوں آتے ہو۔" "ہاں ہاں میں کہاں ہیں نماز با جماعت ہو گی۔ احباب کی صحبت ہو گی۔ جی بہلے گا۔ اچھا تو پھر یہ سر شام ہی سے آ جاؤں گا۔ تم جانتے ہو مجھے بھئی سویرے کھانا کھانے کی عادت ہے۔ دوسرے آج ہی ...... صاحب کے یہاں بھی تو دعوت ہے۔ مجبوراً چند لقمے وہاں بھی کھانا پڑیں گے۔ تنگ

ہضم شود ور دوستاں تیز بیا سر کردن سہل
...... دل دوستاں جمل ہے دعوت کا وقت آیا
...... گھڑی پیٹ پر ہاتھ گیا۔ آنتوں نے دھما چوکڑی مچائی۔ قوہ آج گھڑی کچھ سست چل رہی ہے۔ پیٹو پیلی پیک۔ غرب کی ہلال ربیع الاول دبلا منحنی لاغر فاقہ کش نظر خمیدہ نظر آیا کہ کو پچکی۔ دل دھڑکا۔ کلیجہ تڑپا پھڑکا۔ آنتوں نے انگڑائی لی۔ آتش الجوع والعطش کی ہانک لگائی۔ خلاصحال نہ ہونے کی دلیل یاد دلائی۔ صاحب عجب دل لگی ہے آپس میں لڑیں ہند و مسلمان۔ اور مار پڑے پیٹے پر۔ کوئی صاحب غم اعزا میں سوگوار ہیں۔ ان سے دعوت کی تاریخ پوچھی فرمایا ابھی تو حضرت کچھ ٹھیک نہیں۔ کیا آپ نہیں جانتے والدہ ...... کے حقیقی بھائی امیں آباد کے بلوے میں زخمی ہو کر جاں بحق ہوئے۔ گھر میں ابتک ماتم کی صف بچھی ہوئی ہے۔ لا حول ولا قوۃ۔ اور شیخ نتھن صاحب آپ کی تو تیر تکلفیں مشہور ہے کیسے وہی پرانا وقت بدلا تو نہیں۔ شیخ نتھن نے گردن جھکائی۔ شرمانا کیا عرض کروں میں تو لالہ فلاں کے یہاں بیچک کیا کرتا تھا اس لڑائی جھگڑے میں نوکری چھوٹ گئی قرض دام کی ڈور ٹوٹ گئی۔ لالہ نے ادھار دینے سے انکار کیا۔ دھڑکا کا محل نہیں۔ مجبوراً دعوت نہیں کر سکتا۔" استغفر اللہ اچھا قاضی صاحب آپ اپنا ارادہ ظاہر فرمایئے۔ قاضی صاحب اگرچہ خود قاضی نہیں مگر سیانے ضرور ہیں۔ باتیں بنانی آپ کی نسل میں داخل۔ بھلا کب چوکتے ہیں۔ جھلا کے کہنے لگے جناب دعوت کیسی پہلے عداوت کا خمیازہ تو بھگتیے گھر بچہ حوالات میں ہے روزانہ جیلخانہ کھانا پہونچانے جاتا ہوں جو بچ گئے ہیں انکی فکر میں پڑیں ہے۔ نام نکلتی ہے ثبوت کا انتظار ہے۔ کار بار بند۔ دل دردمند۔ سال آئندہ دیکھا جائے گا۔

الغیاث اے شکم گرسنہ الغیاث! ہر جگہ سے سوکھا جواب ملتا ہے۔ بایں ہمہ اگر کسی دل چلے پابند وضع نے اسپ ہمت کی باگ ڈور سنبھالی اور اپنی پاک کمائی سے کچھ ہم ایسے اولیاء اللہ کے واسطے نذر کرنے کا ارادہ کیا تو بھی سخت مصیبت کا سامنا ہے یعنی کہ گیارہ بجے دعوت کا وقت ہے۔ جو شخص وقت کی پابندی نہ کرے وہ اپنے حسابوں بے وقت ہے۔ چند و اور جریب لازم و ملزوم ہیں۔ شکم خالی ہو تو ضعف جثے سنبھالنے کیلئے شکم سیر ہو تو بوجھل لاش کا بار اوٹھانے کیواسطے۔ یہاں کانسٹبل پہرے پر موجود ہے پتلی تپلی چھڑیاں تو حوالات میں بند کر دی جاتی ہیں یہ موٹا پروتی کا عصا بھلا کب بچ سکتا ہے اگر حریف ساتھ نہو اور خواہ مخواہ وقار عصا بردار کو صدمہ بھی پہونچائیں تو اکیلے دعوت سے واپس ہونا دشوار۔ شکم مبارک میں تو پورا باورچی خانہ بھرا ہوا ہے چار آدمیوں پر بوجھ دیئے بغیر چلیں کیونکر۔ اور چار آدمی ملیں بھی تو سنتے ہیں کہ پانچ آدمی ایک ساتھ سڑک پر چل نہیں سکتے پکڑ لیے جاتے ہیں۔ بس آپ ہی بتایئے میں جو پہلے گھر کی چھوٹی چھوٹی جگہ تمام اہل محلہ کو دعوت میں ساتھ لیجانے کا عادی ہوں تنہا کیوں کر جاؤں۔ شرع شریف کے خلاف کچھ ہو جائے تو مضائقہ نہیں مگر رواج اور وضع کے خلاف کچھ نہ ہونا چاہیئے۔ اچھا یوں ہی سہی اکیلے ہی جائینگے اور گھر بھر کے لئے کھانا باندھ لائینگے کچھ کھائی کچھ باندھی لوٹ۔ لیکن صاحب خانہ پر کیا اختیار ہے وعدہ کرتے ہیں کہ کھانا ٹھیک آٹھ بجے اور دسترخوان بچھاتے ہیں بارہ بجے رات کو۔ اب اگر بجے کے واپس آتے ہیں تو رات کیونکر کٹے۔ اور دعوت کرنے والے مسلمان کا نقصان کس دل سے گوارا کیا جائے۔ کھانا کھا کے چلیں تو سپاہی سر راہ ساری کھلائی پلائی نکال لیگا (سپاہی کمبخت نہ فوجی نہ لمبی داڑھی سے ڈرتے ہیں نہ تسبیح کی کھٹکھٹ سے۔ نہ معصومیت اون پر اثر کرتی ہے۔ نہ سجدہ کا نشان غضب کا ٹھٹھا ہے۔ ارے یار میں مولوی ہوں پیر ہوں۔ ولی ہوں۔ فقیر ہوں۔ خدا کے لیے میری توند پر رحم کر۔ لا کچھ کھلا کے کھلاوں سنتا ہے "ہاں ہاں سب رات کا چوری کرے" ایک آدھ دفعہ دست گستاخ نور خداوندی تک بڑھا۔ مگر خیر ہوئی ایک واقفکار افسر پولیس ادھر آ نکلا اوس نے روک لیا ورنہ چہرہ شریف کی زینت بے عزتی ہو جاتی۔ واقعہ نگار) الغرض آج کل اے بخت گرسنہ الحمدللہ ان دنوں حضرت ربیع الاول

اپنا جال دکھایا۔ نہ روئے دامن ہوئے رفتن۔ سوائے صبر کے چارہ ہی کیا ہے۔ خدا ڈپٹی کمشنر کے دل کو ہدایت کرے تو شاید کرہ گھٹے یعنی قرق اٹھے تاہ آزاد ہو۔ تو یاروں کا تف چلے ستر پا مٹے۔ یہ نہیں تو آخر ہزاروں روپیہ تنخواہ ڈپٹی کمشنر صاحب پاتے ہیں کیا یہ ممکن نہیں کہ ایک مہینہ کی تنخواہ ہم اولیاء اللہ پر صرف فرمائیں دعوت پلاؤ شیر برنج نہیں تو مردودی فرنگی بیف کٹلس کیک ستری ہوئی مچھلی پھیکا روکھا شوربا۔ آہلے آلو مسلم انڈے مما فوروڈ جیلی ہی سہی۔ ورنہ شکم کا نون شکن کا ارادہ ہے کہ ستیہ گرہ کرے گا

نام ہو آپ کا اور پیٹ ہمارا بھر جائے

راقم

مولانا حریص مشتاق دعوت

بقلم

ارادت

## مولانا پنچ کی نوٹ بک

پٹ جانے سے کم رتبۂ عالی نہیں ہوتا
عزت وہ خزانہ ہے کہ خالی نہیں ہوتا

پٹنا اور پھر نازک ہاتھوں سے۔ پٹنے والا قابل مبارکباد! ابتک مردوں کے لیے عورتوں کے پاس سوائے غمزۂ خونریز۔ تیر مژگاں خنجر ابرو۔ ناوک نگاہ کے اور کوئی ہتھیار نہ تھا۔ ان ہتھیاروں کو لیسنس لیے بغیر ہر ایک عورت اپنے پاس رکھنے کا حق رکھتی تھی۔ ان کے استعمال میں ہاتھ پاؤں ہلانے کی ضرورت نہ تھی۔ بیٹھے بیٹھے ان کے ذریعہ سے عالم بھر کا ستھراؤ کیا جا سکتا تھا۔ مگر ہم دیکھتے ہیں کہ اب نازک کلائیوں کو مڑک جانے کا ڈر نہیں رہا۔ مردوں سے پنجہ لڑانے پر آمادہ ہیں۔ چنانچہ ایک بگڑے دل بی صاحب نے دانشمند بازار پترکا کے ایڈیٹر سے کسی ناگوار مضمون کا قصاص یوں لیا کہ سیدھی دندناتی دفتر میں گھس گئیں اور غریب ایڈیٹر کے پشت و پہلو پر نہایت سخت آرٹیکل لکھنا شروع کر دیا۔ آتے ہی برس پڑیں۔ ہائے ہائے بیچارے کہتے رہے۔ کیا کرتی ہو خدا معاف کرو۔ اب کبھی ایسی خطا نہ ہوگی مگر کون سنتا ہے۔ تنکیں

چتون کے آڑے ترچھے تیر بھی کھاتے اور کچھ دوسری چیزیں بھی۔ اللہ نے یہ دن دکھایا۔ ہمارے ہندوستان نے بھی ترقی کی۔

## کاغذی ٹوپی

آپ نے اکثر مداریوں کو ایک کاغذی ٹوپی کا تماشا دکھاتے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔ کاغذی ٹوپی میں یہ صنعت ہوتی ہے کہ جسکے سر پر رکھی جاتی ہے ٹھیک ہوتی ہے۔ علاوہ اسکے شکلیں بھی بدلتی ہے کبھی موزہ کبھی تاج۔ کبھی کشتی نما۔ کبھی افغانی کلاہ وہی حال ہمارے مضامین کا ہے۔ ۲۰ ستمبر کے پرچہ میں ایک امیدوار ہوم ممبری کے متعلق چھوٹا سا نوٹ تھا کہ آپ تعلقدار ہیں اور آپ نے لکھنؤ کے فساد میں اگرچہ بنفس نفیس رستمی کے جوہر نہیں دکھائے لیکن درپردہ ایسے مقرروں کی حمایت کا شرف ضرور حاصل کیا جو فسادیوں کے ممتاز قائد ہیں اور اہل فساد کی حوصلہ افزائی بھی کی۔ ایسے ہوم ممبری کے عہدہ پر دانت لگائے ہوئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ عہدہ کسی متعصب یا جنبہ دار کے قابل نہیں ہے خواہ ہندو ہو یا مسلمان۔ نہ اس عہدہ کو مذہب سے کوئی علاقہ ہونا چاہیے نہ ہمارے مضمون کو مذہبی حیثیت سے حملہ کہا جا سکتا ہے نہ ہم نے اپنی عبارت میں راجہ کا نام لیا ہے نہ ہندو کا تذکرہ کیا ہے۔ نہ کسی مسلمان کے متعلق عہدۂ مذکورہ کی سفارش کی ہے۔ ہمارا نوٹ ہر ایک قید سے آزاد ہے۔ ساودھ پنچ خدا کے فضل سے ہمیشہ ہندوستان کی تمام قوموں کا یکساں با انصاف خیر خواہ رہا اور رہے گا۔ لیکن بعض ذی حس تعلقدار صاحب اس مضمون کو دیکھتے ہی کچھ جبنا گئے۔ اتفاقاً اس مضمون کو روزنامہ حقیقت لکھنؤ نے نقل کر لیا اور تعلقدار صاحب جنکا نام نامی غیر جانبداری ہے ہماری عبارت کو گھما پھرا کے راجہ سرا سپال سنگھ تعلقدار کوری سدھولی کی طرف لے گئے اور لگے انکی جانب سے دفاع کرنے کہ راجہ صاحب مذکور ایسے ہیں ویسے ہیں مضمون سے تعصب کی بو آتی ہے۔

واللہ بڑی عنایت ہوتی اگر غیر جانبدار تعلقدار صاحب وہ علامات وجوہ بھی بیان کر دیتے جن سے اس کاغذی ٹوپی کا صحیح محل استعمال معلوم ہو سکے۔ پہلے جہاں "اودھ پنچ" نے مفسدہ انگیزی مفسدہ پروری وتعصب کا ذکر اور جنبہ داری ٹوپی میں لگایا تھا کیا اس نے وہاں راجہ یا ہندو یا مسلمان جنبہ دار تعلقداران کی طرف بھی کوئی اشارہ کیا تھا؟ اے حضرت آپ ہیں روزنامہ میں ایک غیر جانبدار دوسرے تعلقدار ہیں آپ کو ڈر کس کا ہے جو اپنا نام نہیں لیتے۔ اور سامنے نہیں آتے ہم بھی دیکھیں کہ کاغذی ٹوپی بجائے کسی اور راجہ یا مسٹر کے جناب کے سر اقدس پر کسقدر زیب دیتی ہے۔ کوری سدھولی کے تعلقدار سے ہم تو ناواقف محض ہیں۔ البتہ آپ کی رائے آزاد و مختار ہے۔ بھلا بتایئے تو سہی ہمارا ایسا ہی کیا ہے۔ ہم تو کاغذی ٹوپی سر راہ پھینک چکے اب وہ ہر ایک کی ملک ہے اگر آپ پا گئے اور تحفۃً کسی دوست کو دیتے ہیں تو ہم کیونکر آپ کو روکیں۔

### مرد بہ لباس زن

برن اور بکش میں "زن" (عورت) کو کچھ ایسی فتح ہے کہ اب مردوں کا کام بغیر زن کا بھیس لے ہوئے مشکل انجام تک پہونچتا ہے۔ سنا جاتا ہے کہ شاہجہانپور کے ایک ان خاں برقع و چادر کے قلعہ سے اکیلے اکیلے ہندو پر وار کرتے پکڑے گئے۔ مقدمہ چل رہا ہے۔ اب تو دانشمند بازار پترکا کے ایڈیٹر صاحب کا معاملہ بھی مشتبہ نظر آتا ہے زردارہ کی تشخیص کسقدر زیادہ دیکھ بھال کی محتاج ہے۔ ہمارے لکھنؤ میں مسلمان اور ہندو ہنوز آزما اس طریقہ سے نہیں لڑے۔ نسائیت صرف اسقدر البتہ ظاہر ہوئی کہ واقعۂ دہلی کے بعد جو گنو د تعلیم یافتہ مجاہد دیہات بلائے گئے تھے وہ پردۂ شب میں بہادری کا سیاہ دکھاکے چلتے ہوئے تاکہ مقنع و چادر کی پردہ داری ہو اتفاق ہے کہ پرسوں بھی ایک شامت زدہ مسلمان ہندوؤں کے ہاتھ سے پٹ گیا۔ مضروب موجود۔ ضارب روپوش۔ روزنامہ حقیقت کے غیر جانبدار

* تعلقدار لال بجھکڑ ہیں پہیلیاں بوجھنے میں انکو خاص ملکہ ہے اگر اس پہیلی کا حل بھی تحریر فرمائیں تو نہایت مناسب ہے یعنی مضمون نویس تعلقدار صاحب اکوئی اور جاہ ہوم ممبری کا مستحق ہو یا نہ ہو مگر تم باین لال بجھکڑیت (پہیلستانی ہمی) اور غیر جانبداری و بے تعصبی ضرور مستحق ہو۔ کاش غیر جانب داری کا برقع

## بعض ضروری امور کا اظہار

(۱) جو حضرات ایک آدھ پرچہ نمونہ کے طور پر منگا لیتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے اور رنگ جو ہمارے مضمون نگاروں کی قابلیت اڈیٹر کی استعداد سے انھیں کافی واقفیت ہوگئی انکی رائے اکثر صحیح نہیں ہوتی۔

ہمارا قاعدہ ہے کہ فالتو پرچے دفتر میں بچ رہتے ہیں ان کو نمونہ میں صرف کروا دیتے ہیں۔ طالب نمونہ کو اس ایک پرچہ میں اپنے مفید مطلب باتیں ملیں یا نہ ملیں اسکی پروا نہیں۔ لہذا کم از کم ایک سہ ماہی کے واسطے خریدار ہو جانا نمونہ طلب کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر اس قلیل مدت میں ناظر کو ظرافت کے ساتھ اخلاقی علمی و ادبی فوائد محسوس ہوں اور چند مضمون بھی اسکے مذاق کے مطابق مل جائیں تو دام وصول۔ ورنہ سمجھ لیں ہزار نعمت کھائی ہو تو یہ نعمت بھی ہمیشہ رہے نہ خیر شما باد سلامت۔

(۲) نمونہ پسند آنے پر وی پی کی فرمائش خواہ مخواہ ڈاکخانہ کو سخاوت دکھانے کے مساوی ہے اسے حضرت منی آرڈر بھیجیے کہ ہم انتظار وصول زر قیمت سے اور آپ انتظار ورود مولانا پنچ کی زحمت سے بچیں اور دو آنہ کی جگہ چار آنہ بھی صرف نہوں۔

۳۔ بعض قدر داں دفتر سے ختم مدت ختم خریداری کی اطلاع پر توجہ نہیں فرماتے جب پرچہ بند ہو جاتا ہے تو ناراض ہوتے ہیں کہ کیوں ہمارا اعتبار نہ کیا اب جتنے پرچے اس عرصہ میں ناغہ ہو گئے سب اکٹھا بھیجو تاکہ فائل ناقص نہ رہے۔ ان کی تعمیل ارشاد صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ فالتو پرچے دفتر میں موجود ہوں۔

۴ جو پرچے ڈاکیوں کی نوازش سے گم ہو جائیں وہ صرف آٹھ روز کے اندر دوبارہ بھیجے جا سکتے ہیں بعد اور تعمیل کی ضرورت نہیں اطلاعی پوسٹ کارڈ بھیجے اور پرچہ منگا لیجیے۔

۵۔ اگر یہ پرچہ اودھ پنچ لکھ کے بجائے آپ کی رائے میں مفید ہے تو خود خریدار ہو جانے سے پورا حق قدر دانی ادا نہیں ہوتا بلکہ اپنے احباب میں اسکی اشاعت کی ترقی کی کوشش بھی فرمائیے۔ خیر الناس من ینفع الناس۔

منیجر

---

## ہر بیماری کا علاج خود کر لو

یہ صاحب حکیم بی پنڈت گوکل کی بے مثل کتاب مجربات کی معتبر مطالعہ کر لیجیے ہر طبیعت کے ہر سوال کی ہر ایک بیماری کا علاج نہایت ہی عمدگی کے ساتھ کیا گیا ہے اور نسخوں کے ذریعہ سے جو ہزاروں کو بیماریوں سے نجات دلا چکے ہیں بہت سے نایاب نسخے جو ہر ایک تیار ہوتے ہیں درج کیے گئے ہیں۔ قیمت فی کتاب مجلد ہر علاوہ محصول۔

مفت لو جو صاحب اس شرط پر منگوائیں گے ان کو تمام جوہر ایک جلد چراغ حکمت نامی رسالہ مفت دیا جائے گا۔ المشتہر منیجر چراغ حکمت علی گڈھ شہر (یو پی)

## مفت نمونہ

منگوا کر دیکھو

کمہ بلاس پان میں کھانے کا مصالحہ پان میں کھا کر دیکھو کیسی نئی چیز ہے اسکی مفت کو آزما کر دیکھو قیمت

بڑی ڈبی ۱۲ اور چھوٹی ڈبی ۲ فی درجن۔

پنڈت پیارے لال شکل محلہ گنج کانپور

## شرائط ایجنسی

(۱) زر پیشگی قیمت جمع کرنا ہوگا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی۔

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہوگا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں حالتوں کے پرانے پرچے واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

## اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) مجلدات اودھ پنچ ۱۹۲۳ء کی چند ہی جلدیں جمع ہو سکیں شائقین جلد طلب فرمائیں قیمت فی جلد للعہ مع محصولڈاک

(۲) جلد ۱۹۲۲ء کے دو تین نمبر ایسے ہیں جن میں انشا پردازی کے بہترین نمونہ موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے شائقین کو فوراً طلب کرنا چاہیے فی جلد عہ علاوہ محصولڈاک۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

---

## سورج مارکہ

جرمنی خضاب ۲۲۹

اس سے بہتر خضاب روئے زمین پر ایجاد نہیں ہوا جیسا کہ مفت موصوف ہے

مفوف اور علیحدہ

قیمت فی شیشی ۱۱ فی بکس عہ

ایک آنہ کا ٹکٹ بھیجکر نمونہ مفت طلب فرمائیے

المشتہر

یو پی کا ایجنٹ بالن جی برہمن بھائی

(امین آباد لکھنؤ)

# موسم گرما کا تحفہ

دواخانہ معدن الادویہ لکھنؤ کے تیارکردہ شربت جنکی دھوم سارے ہندوستان میں ہے خاص میوہ جات کے عرقوں اور عطریات سے تیار کیے ہوئے ہیں بےنظیر صورتیں دلآویز ذائقہ میں خوشبو لطافت بے عدیل ہیں دل و دماغ کو فرحت قلب کو سکون و راحت آنکھوں کو طراوت بخشتے ہیں، شدت عطش کو دور کرتے ہیں۔ جلد طلب فرمائیے۔

| شربت فالسہ | شربت بادام | شربت کیوڑہ | شربت بیدمشک | شربت کیوڑہ | شربت الصندلین | شربت انفارسہم | شربت بجار |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| فی بوتل عار | فی بوتل عار | فی بوتل عار | فی بوتل عار | فی بوتل عجر | فی بوتل عار | فی بوتل عار | فی بوتل عار |
| [illegible] | عرق بیدمشک | عرق کیوڑہ حیدرآبادی | شربت انگور | شربت انناس | شربت نارنج | شربت لیمو | شربت سنگترہ |
|  | فی بوتل عار | فی بوتل عار | فی بوتل عار | فی بوتل عار | فی بوتل عار | فی بوتل عار | فی بوتل عار |

ہندوستان بھر میں حکمت کے مقولہ کو یاد رکھیے۔ وہ ایتی ایسنس و شکرین سے بنے ہوئے شربتوں سے پرہیز کیجیے فہرست مفت خریداروں کے قریب کا ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمائیے اور رقم پیشگی محصول ادا کرنے کے لیے روانہ کیجیے

المشتہر

## منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

# معارف النغمات

یعنی

وہ بےنظیر کتاب جس نے بچ بچ ہر جگہ گائی

اور

ایک گراموفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے

بلکہ

گلے سے جلد حرکات کاغذ پر لکھ لینے کے قاعدے سکھلائے

ایک

مشہور و معروف کتاب ہے

جس کے

حصہ اول کے دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں جاننے والے جانتے ہیں کہ تا حال موسیقی کے جزو علمی اور عملی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی ابھی تک بلکہ

حصہ دوم

چھپ چکا ہے۔ حصہ دوم میں مصنف نے

اساتذہ فن کے علم سینہ

کو

علم سفینہ بنایا ہے۔

## بنے

تان سین کے عہد سے تا ایں حال تک صدہا اساتذہ فن کی گائی ہوئی گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری نقشہ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

## استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سرگم سے ادا کرنے پر قادر ہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں کر دیے گئے ہیں اسی طرح ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں۔ انکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ نادر بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

قیمت حصہ دوم پانچ روپیہ جو کہ جاتی ہے حصہ اول کی قیمت فی جلد۔ محصول ڈاک ہر حال میں ذمہ خریدار

المشتہر۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ